فتجشم المسلمون القیام علی مابهم من الضعف والسقم التماس الفضل۔ (سیرۃ ابن ہشام ص ۲۱۶ ج ۱)

لیس دَجَّالٌ ولا طاعون یدخلها فحرزها حصین

مدینہ میں نہ دجال داخل ہو سکے گا اور نہ طاعون۔ مدینہ سب آفات کے لیے بمنزلہ حصن حصین (مضبوط قلعہ) کے ہوگا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کے راستوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے نہ اس میں دجال داخل ہو سکتا ہے اور نہ طاعون۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو فضائل مدینہ اور کتاب الطب اور کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے۔

أقام شهراً ثم بَعْدُ نزلَتْ علیه اتمامُ الصلوةِ کملت

ایک ماہ قیام کے بعد مقیم کی نماز میں دو رکعتیں بڑھادی گئیں اور مسافر کی نماز دو ہی رکعت رہی جیسا کہ ابتداء سے ہی تھی۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

اقام شهراً ربیع لِصَفَرْ یُبْنیٰ لَهٗ مسجِدَه

ماہ ربیع الاوّل سے ماہ صفر تک مسجد نبوی کی تعمیر میں مشغول رہے۔

وَوَداعَ الیهودَ فی کتابه مَابَیْنَهم وبین اَصْحَابه

اور اسی اثناء میں یہود اور حضرات صحابہ کے مابین آپ نے ایک تحریری معاہدہ فرمایا جس کو ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

وکان اَمْرُ البدءِ بالاذان رؤیا ابنِ زیدٍ اولعَامٍ ثان

اور اذان کی ابتداء عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب سے ہوئی یہ واقعہ ا ھ یا ۲ ھ میں پیش آیا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

یہودِ مدینہ سے معاہدہ

مدینہ منورہ میں اکثر و بیشتر آبادی اوس و خزرج کے قبائل کی تھی۔ مگر عرصۂ دراز سے یہود بھی یہاں آباد تھے اور ان کی کافی تعداد تھی مدینہ منورہ اور خیبر میں اُن کے مدرسے اور علمی مراکز تھے اور خیبر میں ان کے متعدد قلعے تھے۔ یہ لوگ اہل کتاب تھے اور سرزمین حجاز میں بمقابلہ مشرکین ان کو علمی تفوق اور امتیاز حاصل تھا۔ ان لوگوں کو کتب سماویہ کے ذریعہ نبی آخرالزمان کے احوال واوصاف کا بخوبی علم تھا کما قال تعالیٰ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ مگر طبیعت میں سلامتی نہ تھی جس سے حسد اور عناد جحود اور استکبار ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا کما قال تعالےٰ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْماً وَّعُلُواً۔ آں حضرت ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس وقت بھی یہود۔ قریش کو نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں اکساتے رہے اور اُن کو تلقین کرتے رہے کہ آپ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کے متعلق دریافت کرو وغیرہ وغیرہ جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آتش حسد وعناد اور مشتعل ہوگئی اور سمجھ گئے کہ اب ہماری علمی برتری ختم ہوئی اور اہل ہواء وہوس نے حق کی عداوت میں اپنے پچھلوں کا اتباع کیا۔ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور اصحاب سبت کی روش اختیار کی۔

علماء اور احبار یہود میں سے جو صالح اور سلیم الفطرت تھے انہوں نے نبی آخرالزمان کی پیش گوئیوں کو ظاہر کیا اور آپ پر ایمان لائے مگر اکثروں نے معاندانہ رویہ اختیار کیا اور حسد اور عناد اُن کے لیے سدّ راہ بنا اس لیے آں حضرت ﷺ نے ان کے حسد اور عناد اور فتنہ وفساد کے انسداد لیے اُن سے ایک تحریری معاہدہ کیا تا کہ ان کی مخالفت اور عناد میں زیادتی نہ ہو اور مسلمان اُن کے فتنہ اور فساد سے محفوظ رہ سکیں۔ قرآن کریم یہود کی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کے بیان سے بھرا پڑا ہے۔ اس لیے آپ نے اُن سے معاہد کیا تا کہ اُن کے فتنہ وفساد میں ازدیاد اشتداد اور امتداد نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے ہجرت مدینہ کے پانچ ۵ ماہ بعد

---

[1] اصل معاہدہ تو سیرۃ ابن ہشام اور البدایۃ والنہایۃ ص ۲۲۴ ج ۳ میں مذکور ہے مگر اس میں تاریخ کا ذکر نہیں۔

Marfat.com

یہودِ مدینہ سے ایک معاہدہ فرمایا جس میں اُن کو اپنے دین اور اپنے اموال واملاک پر برقرار رکھ کر حسب ذیل شرائط پر ان سے ایک تحریری عہد لیا گیا۔ مفصل معاہدہ تو سیرت ابن ہشام ص ۱۷۸ ج ۱ میں اور البدایۃ والنہایۃ ص ۲۲۴ ج ۳ میں مذکور ہے۔ مگر اُس کا خلاصہ حسبِ ذیل امور ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری عہد نامہ ہے محمد نبی اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے درمیان مسلمانان قریش ویثرب کے اور یہود کے، کہ جو مسلمانوں کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ الحاق چاہیں ہر فریق اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ کر امور ذیل کا پابند ہوگا۔

(۱) قصاص اور خون بہا کے جو طریقے قدیم زمانہ سے چلے آرہے ہیں وہ عدل اور انصاف کے ساتھ بدستور قائم رہیں گے۔

(۲) ہر گروہ کو عدل اور انصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دینا ہوگا یعنی جس قبیلہ کا جو قیدی ہوگا اس قیدی کے چھڑانے کے لیے زرِ فدیہ کا دینا اُسی قبیلہ کے ذمہ ہوگا۔

(۳) ظلم اور اثم اور عدوان اور فساد کے مقابلہ میں سب متفق رہیں گے۔ اس بارے میں کسی کی رعایت نہ کی جائے گی اگرچہ وہ کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے مقابلہ میں قتل کرنے کا مجاز نہ ہوگا اور نہ کسی مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی کسی قسم کی مدد کی اجازت ہوگی۔

(۵) ایک ادنیٰ مسلمان کو پناہ کا وہی حق ہوگا جیسا کہ ایک بڑے رتبہ کے مسلمان کو ہوگا۔

(۶) جو یہود مسلمانوں کے تابع ہو کر رہیں گے اُن کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہوگی۔ ان پر نہ کسی قسم کا ظلم ہوگا اور نہ اُن کے مقابلہ میں اُن کے دشمن کی کوئی مدد کی جائے گی۔

(۷) کسی کافر اور مشرک کو یہ حق نہ ہوگا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں قریش کے کسی جان یا مال کو پناہ دے سکے یا قریش اور مسلمانوں کے مابین حائل ہو۔

Marfat.com

(۸) بوقت جنگ یہود کو جان و مال سے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا۔ مسلمانوں کے خلاف مدد کی اجازت نہ ہوگی۔

(۹) نبی کریم ﷺ کا کوئی دشمن اگر مدینہ پر حملہ کرے تو یہود پر آں حضرت ﷺ کی مدد لازم ہوگی۔

(۱۰) جو قبائل اس عہد اور حلف میں شریک ہیں اگر ان میں سے کوئی قبیلہ اس حلف اور عہد سے علیحدگی اختیار کرنا چاہے تو بغیر نبی کریم ﷺ کی اجازت کے علیحدگی اختیار کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(۱۱) کسی فتنہ پرداز کی مدد یا اُس کو ٹھکانہ دینے کی اجازت نہ ہوگی اور جو شخص کسی بدعتی کی مدد کرے گا یا اُس کو اپنے پاس ٹھکانہ دے گا تو اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہے قیامت تک اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

(۱۲) مسلمان اگر کسی سے صلح کرنا چاہیں گے تو یہود کو بھی اس صلح میں شریک ہونا ضروری ہوگا۔

(۱۳) جو کسی مسلمان کو قتل کرے اور شہادت موجود ہو تو اس کا قصاص لیا جائے گا الا یہ کہ ولی مقتول دیت وغیرہ پر راضی ہو جائے۔

(۱۴) جب کبھی کوئی جھگڑا یا کوئی باہمی اختلاف پیش آئے تو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ص ۲۲۴ ج ۳)

جن قبائل[1] سے آپ ﷺ نے یہ معاہدہ کیا ان میں یہود کے تین بڑے قبیلے شامل تھے جو مدینہ اور اطراف مدینہ میں رہتے تھے۔ (۱) بنی قینقاع۔ (۲)۔ بنی نضیر۔ (۳) بنی قریظہ۔ ان قبائل نے چونکہ آں حضرت ﷺ کے اتباع سے گریز کیا۔ اس لیے آں حضرت ﷺ نے اُن سے یہ عہد نامہ لکھوایا تاکہ فتنہ اور فساد نہ پھیلا سکیں مگر تینوں قبیلوں نے یکے بعد دیگرے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور اسلام کی دشمنی اور اس کے خلاف سازشوں میں پورا پورا حصہ لیا اور اپنے کیے کی سزا بھگتی جیسا کہ آئندہ غزوات کے بیان میں آئے گا۔

---

[1] ذکر ابن اسحٰق ان النبی ﷺ وادع الیہود لما قدم المدینۃ وامتنعوا من اتباعہ فکتب بینہم کتابا وکانوا ثلاث قبائل قینقاع والنضیر وقریظہ۔ فنقض الثلاثۃ العہد طائفۃ بعد طائفۃ فمن علی بنی قینقاع واجلی بنی النضیر واستاصل بنی قریظۃ وسیاتی بیان ذلک کلہ مفصلا انشاء اللہ تعالیٰ۔ فتح الباری ص ۲۱۴ ج ۷

Marfat.com

ابوعبید کتاب الاموال میں فرماتے کہ یہ عہد نامہ جزیہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے لکھا گیا اور اسلام اس وقت ضعیف تھا اور ابتداء میں یہ حکم تھا کہ اگر یہود مسلمانوں کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کریں تو مالِ غنیمت میں سے اُن کو کچھ دے دیا جائے اسی وجہ سے اس عہد نامہ میں یہود پر یہ شرط عائد کی گئی کہ جنگی اخراجات میں اُن کو بھی حصہ لینا پڑیگا[1]

تنبیہ: معاہدہ کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ مسلمانوں اور یہود کے درمیان اس طور پر ہوا کہ مسلمان متبوع ہوں گے اور یہود ان کے تابع ہوں گے اور نبی کریم ﷺ فریقین کے مسلّمہ حاکم ہیں اور جب کوئی اختلاف پیش آئے گا تو آنحضرت ﷺ ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور جو آپ فیصلہ فرمائیں گے اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

یہ معاہدہ اس نوع کا ہے جیسے اہل اسلام اور ذمیین کے درمیان ہوتا ہے مگر بالکل اُس جیسا نہیں اس لیے کہ ہجرت کے بعد کا وقت اسلام کے اقتدار اور ریاست کا بالکل آغاز ہے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ سے اسلامی حکومت کا دور شروع ہوتا ہے۔

بعض مسلمان جو کانگریس کے ساتھ اتحاد کے قائل ہوئے اس اتحاد کے لیے جب اُن کو کتاب وسُنّت میں کوئی گنجائش نہ ملی تو اس معاہدہ سے استدلال شروع کیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ اس معاہدہ کی تمام دفعات از اوّل تا آخر اس امر کی شاہد ہیں[2] کہ اسلام کا حکم غالب رہے گا اور غیر مسلم قوم حکم اسلام کے تابع رہے گی۔ جیسا کہ سیر کبیر وغیرہ میں یہ شرط مصرح ہے ہندو مسلم اتحاد کے حامیوں کی یہ ایک نئی ایجاد ہے اور نیا اجتہاد ہے جس کی دین میں کوئی بنیاد نہیں۔

واقعات متفرقہ ۱ھ

(۱) قباء سے مدینہ منورہ آنے کے بعد کلثوم بن ہدم جن کے مکان پر قباء کے زمانہ قیام میں آپ فروکش رہے انتقال کر گئے[3]

(۲) مسجد نبوی کی تعمیر سے آپ ہنوز فارغ نہ ہوئے تھے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ

---

۱ روض الانف۔ ج:۲، ص:۱۷ ۲ روض الانف ج ۲ ص ۱۷۔ ۳ ایضا

Marfat.com

تعالیٰ عنہ نقیب بنی النجار انتقال کر گئے بنو النجار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ان کی بجائے کسی اور کو نقیب مقرر فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم میرے ماموں ہو میں تم سے ہوں اور میں تمہارا نقیب ہوں۔

آپ کا بنی النجار کی نقابت قبول فرمانا یہ بنی النجار کے مناقب میں سے ہے جس پر وہ لوگ فخر کرتے تھے[1]

(۳) اور اسی سال مشرکین مکہ کے دو سرداروں نے انتقال کیا۔ ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل یعنی عمرو بن العاص فاتح مصر کے والد نے انتقال کیا[2]

(۴) اور اسی سال مدینہ پہونچنے کے آٹھ ماہ بعد ماہ شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروسی فرمائی جن سے ہجرت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ عقد کر چکے تھے۔

عقد کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ یا سات سال تھی اور رخصت کے وقت نو سال کی تھی۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد ۲ھ میں حضرت عائشہ سے خلوت فرمائی[3]

(۵) ہجرت کے بعد جب مسلمان مدینہ منورہ آئے تو مدینہ کے تمام کنویں کھاری تھے صرف ایک بیر رومہ کا پانی شیریں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا جو بغیر قیمت کے پانی نہ دیتا تھا۔ فقراء مسلمین کو دشواری پیش آئی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ کو خرید کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر جنت کے ایک چشمہ کے معاوضہ میں فروخت کیا اور مسلمانوں کے لیے وقف فرمایا کہ جس کا جی چاہے اس سے پانی بھرے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن فرمایا ہے۔

یہ حدیث نہایت مشہور ہے۔ ترمذی کے علاوہ اور بھی ائمہ حدیث نے اس کی تخریج کی ہے۔ تفصیل کے لیے کنز العمال کی مراجعت کریں[4]

---

۱ تاریخ طبری ج:۲ ص:۲۵۷ ۲ اور ۳ تاریخ طبری ج:۲ ص:۲۵۷۔ ۴ تاریخ طبری: ج:۶ ص:۲۷۲

Marfat.com

حضرت عثمان غنیؓ کے اس واقعہ کو امام بخاریؒ نے اجمالاً کتاب المساقات اور کتاب الوقف میں ذکر فرمایا ہے۔

اسلام صرمۃ بن ابی انس رضی اللہ عنہ

صرمۃ بن ابی انس انصاری بخاری رضی اللہ عنہ ابتداء ہی سے توحید کے دلدادہ اور کفر وشرک سے متنفر اور بیزار تھے ایک مرتبہ دین مسیحی میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کیا لیکن (غالباً نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کی بنا پر) ارادہ فسخ کر دیا۔

بڑے عابد وزاہد تھے۔ راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے کبھی باریک کپڑا نہ پہنتے تھے ہمیشہ موٹے کپڑوں کا استعمال کرتے تھے۔

عبادت کے لیے ایک خاص کوٹھڑی بنا رکھی تھی جس میں حائضہ اور جنب کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی اور یہ کہا کرتے تھے ''اَعْبُدُ رَبَّ ابراہیم'' ابراہیم علیہ السلام کے رب کی عبادت کرتا ہوں۔

اپنے زمانہ کے بڑے شاعر تھے۔ اشعار تمام تر حکیمانہ وعظ اور نصیحت سے بھرے ہوئے تھے[۱]۔

جب نبی اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرمہ بہت معمر اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اور یہ اشعار کہے۔

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ   یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا

حضور نے مکہ مکرمہ میں دس سال سے زیادہ قیام کیا لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے اور اس کے متمنی تھے کہ کوئی دوست اور مددگار مل جائے۔

ویعرض فی اھل المواسم نفسہ   فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا

۱؎ علامہ ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں دو قصیدے بیان کئے ہیں حضرات اہل علم سیرۃ ابن ہشام ص ۱۸۲ ج ۱ کی مراجعت کریں۔

Marfat.com

اوراہل موسم پراپنے نفس کوپیش فرماتے ہیں کہ مجھ کواپنے یہاں لے جائے اورٹھکانہ دے مگرکوئی ٹھکانہ دینے والااوردعوت دینے والانہ ملا۔

فلما اتانا اظهر اللّٰه دينه فاصبح مسرورا بطيبة راضيا

پس جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تواللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کوغلبہ عطا کیااورمدینہ سے مسروراورراضی ہوئے۔

والفى صديقا واطمأنت به النوى وكان له عونا من اللّٰه باديا

اور یہاں آکر دوست بھی ملے اورفرقت وطن کے غم سے بھی اطمینان ہُوااور وہ دوست من جانب اللہ آپ کے لیے کھلا معین اور مددگار رہا۔

يقص لنا ماقال نوح لقومه وما قال موسىٰ اذاجاب المناديا

آپ ہمارے لیے وہ باتیں بیان کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام اورموسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بیان کیں۔

فاصبح لايخشى من الناس واحدا قريبا ولا يخشى من الناس نائيا

اور یہاں آکرایسے مطمئن ہوئے کہ کسی کا ڈر نہ رہا نہ قریب کا نہ بعید والے کا۔

بذلنا له الاموال من جل مالنا وانفسنا عندالوغى والتآسيا

ہم نے تمام مال آپ کے لیے نثار کردیااورلڑائی کے وقت اپنی جانیں آپ کے لیے قربان کردیں۔

ونعلم ان اللّٰه لاشئ غيره ونعلم ان اللّٰه افضل هاديا

اورہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سواحقیقۃً کوئی شے موجود ہی نہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ ہی سب سے بہتر ہدایت کرنے والا ہےاور توفیق دینے والا ہے۔

نعادى الذى عادىٰ من الناس كلهم جميعا وان كان الحبيب المصافيا

ہم اس شخص کے دشمن ہیں کہ جوآپ کا دشمن ہواگرچہ وہ ہمارا کتنا ہی محبّ مخلص کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

سنہ ۲ ہجری

تحویل قبلہ: جب تک آں حضرت ﷺ مکہ میں رہے۔ اس وقت تک بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے مگر اس طرح کہ بیت اللہ بھی سامنے رہے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ صورت نہ ہوسکی کہ دونوں قبلوں کو جمع فرماسکیں۔ اس لیے بحکم الٰہی سولہ یا سترہ مہینہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

قبل اس کے کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل فرمائیں آپ کے دل میں کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا شوق اور داعیہ پیدا فرما دیا۔ چنانچہ آپ بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے کہ کب کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہو۔

چنانچہ نصف ماہ شعبان سنہ ۲ ہجری میں یہ حکم نازل ہوا۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ پس آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

حق جل وعلا نے پارۂ دوم کے ابتداء ہی میں تحویل قبلہ کے حکم اور اس کے اسرار و حکم کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ ناظرین کتب تفسیر کی مراجعت کریں۔

صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ

تحویل قبلہ کے بعد جب مسجد نبوی کا رُخ بیت اللہ کی طرف ہوگیا تو قبلۂ اوّل کی طرف دیوار اور اس کے متصل جو جگہ تھی وہ اُن فقراء و غرباء کے ٹھہرنے کے لیے بدستور چھوڑ دی گئی کہ جن کے لیے کوئی ٹھکانہ اور گھر بار نہ تھا۔ یہ جگہ صُفّہ کے نام سے مشہور تھی۔

صُفّہ اصل میں سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں۔ وہ ضعفاء مُسلمین اور فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء اور اغنیاء سے زیادہ شاکر اور مسرور تھے۔ جب احادیث قدسیہ اور کلمات نبویہ سننے کی غرض سے بارگاہ نبوت و رسالت میں

Marfat.com

حاضر ہوتے تو یہاں ہی پڑے رہتے تھے۔ لوگ ان حضرات کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ گویا یہ اس بشیر ونذیر اور نبی فقیر[1] کی خانقاہ تھی جس نے بہ ہزار رضاء ورغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔

اور اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تبتّل کی ایک جماعت تھی جو لیل ونہار تزکیہ نفس اور کتاب وحکمت کی تعلیم پانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی نہ ان کو تجارت سے کوئی مطلب تھا اور نہ زراعت سے کوئی سروکار تھا۔

یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار پُر انوار کے لیے اور کانوں کو آپ کے کلمات قدسیہ کے سننے کے لیے اور جسم کو آپ کی صحبت اور معیت کے لیے وقف کر چکے تھے۔

وان حدثوا عنها فکلی مسامع ۔۔۔ وکُلّی اذا حدثتهم السن تتلو

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر اصحاب صُفّہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہ بند تھا یا کمبل جس کو اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے اور کمبل بھی اس قدر چھوٹا تھا کہ کسی کے آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اس کو تھامتے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔ (بخاری شریف ص ۶۳ ج ۱ باب نوم الرجال فی المسجد۔)

واثلۃ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اصحاب صفہ میں تھا ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑا بھی پورا نہ تھا۔ پسینہ کی وجہ سے بدن پر میل کچیل جمار ہتا تھا (حلیۃ الاولیا کی ص ۳۴۱ ج ۱) جو بارگاہ خداوندی میں ہزار نظافتوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھا۔ یہ حضرات وہی اشعث واغبر (پراگندسر اور گرد آلود) تھے کہ اگر خدا پر قسم کھا بیٹھتے تھے تو خدا ان کی قسم کو پورا کرتا تھا۔

---

[1] حافظ ابن تیمیہ قدس سرہ نے الجواب الصحیح میں کسی مقام پر نبی اکرم ﷺ کی انبیاء سابقین پر افضلیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس لیے افضل تھے کہ سلیمان علیہ السلام نبی بادشاہ تھے اور آپ نبی فقیر تھے۔ کما قال موسیٰ علیہ السلام رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر ۱۲

Marfat.com

مجاہد فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ میں بسا اوقات بھوک کی وجہ سے اپنا شکم اور سینہ زمین پر لگا دیتا (تاکہ زمین کی نمی اور برودت سے بُھوک کی حرارت میں کچھ خفت آجائے) اور بسا اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا تاکہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔

ایک روز سر راہ جا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ابو بکر صدیقؓ ادھر سے گذرے میں نے ان سے ایک آیت قرآنی کا مطلب دریافت کیا اور غرض یہ تھی کہ وہ میری صورت اور ہیئت کو دیکھ کر کھانا کھانے کے لیے اپنے ہمراہ لے جائیں لیکن ابو بکرؓ چلے گئے (غرض کو سمجھے نہیں)۔

اسی طرح پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرے ان سے بھی اسی طرح آیتِ قرآنی کا مطلب دریافت کیا مگر وہ بھی گذرے چلے گئے۔

کچھ دیر بعد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (جن کو خداوند ذوالجلال نے خیرات و برکات کا قاسم تقسیم کرنے والا ہی بنا کر بھیجا تھا) ادھر سے گذرے دیکھتے ہی پہچان گئے اور مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہرّ (یعنی اے ابو ہریرہؓ)۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ گھر پہونچے۔ دیکھا تو ایک پیالہ دودھ رکھا ہے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا۔ گھر والوں نے کہا فلاں نے آپ کو یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہؓ اصحاب صُفّہ کو بلا لاؤ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صُفّہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کا گھرانہ اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا غرض یہ کہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپ کے پاس جب کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صُفّہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں کچھ نہ لیتے (اسلئے کہ صدقہ آپ پر حرام تھا) اور اگر ہدیہ آتا تو خود بھی اس میں سے کچھ تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے اس وقت آپ کا یہ حکم دینا کہ اصحاب صُفہ کو بلا لاؤ۔ میرے نفس کو کچھ شاق گذرا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک پیالہ دودھ کا اصحاب

Marfat.com

صُفّہ کے لیے کافی ہوگا۔ اس دودھ کا تو سب سے زیادہ حقدار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا پھر یہ کہ اصحاب صفہ کے آنے کے بعد مجھ ہی کو اس کی تقسیم کا حکم دیں گے اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لیے اس میں سے کچھ بچ جائے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے چارہ نہ تھا۔

چنانچہ اصحاب صُفّہ کو بلا کر لایا اور آپ کے حکم سے ایک ایک کو پلانا شروع کیا سب سیراب ہو گئے تو میری طرف دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ صرف میں اور تو باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا درست ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو۔ میں نے پینا شروع کیا اور آپ برابر یہ فرماتے رہے۔

اور پیو اور پیو یہاں تک کہ میں بول اٹھا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا۔ اب بالکل گنجائش نہیں۔ آپ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر جو باقی تھا اس کو پی لیا۔

(بخاری شریف کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وتخلیہم من الدنیا)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ[1] فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صحابہ پر تقسیم فرما دیتے کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ ایک کو اور جس کے پاس تین کا ہو وہ چوتھے کو اپنے ہمراہ لے جائے اور علیٰ ہذہ (بخاری شریف)

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو لوگوں پر تقسیم فرما دیتے کوئی دو کو لے جاتا اور کوئی تین کو اور علیٰ ہذا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اسی اسی آدمی اپنے ہمراہ لے جاتے اور ان کو کھانا کھلاتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اہل صفہ میں تھا۔ جب شام ہوتی تو ہم

[1] عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی اس حدیث کو امام بخاریؒ نے جامع الصحیح میں متعدد مواضع میں ذکر فرمایا ہے کہ مثلاً باب السمر مع الاہل والضیف ص ۸۴ ج ۱ اور باب علامات النبوۃ فی الاسلام ص ۵۰۶ ج ۱۔

Marfat.com

سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ آپ ایک ایک دو دو کو اغنیاء صحابہ کے سپرد فرما دیتے اور جو باقی رہ جاتے ان کو اپنے ساتھ شریک طعام فرماتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم لوگ شب کو مسجد میں سو جاتے (فتح الباری باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ وتخلیہم من الدنیا)۔

مسجد نبوی کے دو ستونوں میں ایک رسّی بندھی رہتی تھی جس پر انصار اپنے باغات سے خوشے لا لا کر اصحابِ صفّہ کے لیے لٹکا دیتے تھے۔ اصحاب صفہ ان کو لکڑیوں سے جھاڑ کر کھاتے۔ معاذ بن جبل ان کے منتظم اور نگران تھے۔ (وفاء الوفاء ص ۳۲۴ ج ۱۔)

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے اور دستِ مبارک میں عصا تھا دیکھا کہ ایک خراب خوشہ لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے اس خراب خوشہ پر عصا لگا کر فرمایا کہ اگر یہ صدقے والا چاہتا تو اس سے بہتر خوشہ صدقہ میں لاسکتا تھا۔

اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے سند اس کی قوی ہے۔[۱]

ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا ہر باغ والا ایک ایک خوشہ لا کر مساکین کے لیے مسجد میں لٹکائے۔ (فتح الباری ص ۱۳۱ ج ۱ باب القسمۃ وتعلیق القنو فی المسجد۔)

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔

فی کل عشرۃ اقناء قنو یوضع فی المسجد للمساکین۔ (طحاوی باب العرایا ص ۳۱۳ ج ۲)	ہر دس خوشوں میں سے ایک خوشہ لا کر مسجد میں مساکین کے لیے رکھا جانا ضروری ہے۔

سند اس حدیث کی قوی ہے اور راوی تمام ثقہ ہیں۔

---

[۱] حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ سند اس میں اگرچہ قوی ہے مگر بخاری کی شرط پر نہیں اس لیے امام بخاری نے اس کی تخریج نہیں فرمائی لیکن ترجمۃ الباب (باب القسمۃ وتعلیق القنو فی المسجد) میں اسی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا جیسا کہ امام ہمام کی عادت ہے ۱۲۔

Marfat.com

مسئلہ: بھوکوں اور پیاسوں کے لیے مسجد میں پانی اور اشیاء خوردنی کا لاکر رکھنا نہایت پسندیدہ اور مستحسن ہے۔

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں ایک سال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ایک دن فرمانے لگے کاش تو ہمارا وہ زمانہ بھی دیکھتا کہ جب کئی کئی دن ہم پر ایسے گذرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم کمر ہی سیدھی کرلیں۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر پیٹ سے پتھر باندھتے کہ کمر سیدھی ہو سکے (اخرجہ احمد۔ فتح الباری ص ۲۴۲ ج ۱۱۔)

فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بسا اوقات اصحاب صفہ بھوک کی شدّت کی وجہ سے عین حالت نماز میں بیہوش ہو کر گر جاتے باہر سے اگر کوئی اعرابی اور بدوی آتا تو ان کو دیوانہ اور مجنون سمجھتا۔

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آتے اور ان الفاظ میں ان کو دلاسا اور تسلّی فرماتے۔

لـو تعلمونَ مالكم عند الله لا حَببتُم أن تـزدادوا فقرا وحـاجة (وفاء الوفاء ص ۳۲۲ ج ۱ واخرجه ابو نعيم فى الحلية مختصرا ص ۳۳۹ ج ۱)	اگر تم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے کیا تیار ہے تو البتہ تمنا کرتے کہ ہمارا یہ فقر اور فاقہ اور بڑھ جائے۔

صفاتِ اصحاب صُفّہ رضی اللہ عنہم

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کے چیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت افراد وہ ہیں کہ جن کے متعلق مجھ کو ملاء اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کر کے ہنستے ہیں اور دل ہی دل میں خداوند ذوالجلال کے عذاب وعقاب کی شدت کے خوف سے روتے رہتے ہیں۔ صبح وشام خدا کے پاکیزہ اور پاک گھروں یعنی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

زبانوں سے خدا کو رغبت اور رہبت (امید اور خوف) کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں اور دلوں سے اس کی لقاء کے مشتاق ہیں۔ لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر وہ نہایت بھاری اور گراں۔ زمین پر پا پیادہ نہایت آہستگی اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے چیونٹی کی چال چلتے ہیں یعنی ان کی رفتار سے تواضع اور مسکنت ٹپکتی ہوئی ہوتی ہے۔

قرآن کی تلاوت کرتے ہیں پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہنتے ہیں۔ ہر وقت خداوند ذوالجلال کے زیر نگاہ رہتے ہیں۔ خدا کی آنکھ ہر وقت ان کی حفاظت کرتی ہے روحیں ان کی دنیا میں ہیں اور دل ان کے آخرت میں۔ آخرت کے سوا ان کو کہیں کا فکر نہیں ہر وقت آخرت اور قبر کی تیاری میں ہیں۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

بعد ازاں رسول کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْدِ

یہ (وعدہ) اس شخص کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری دھمکی سے ڈرے![1]

اسماءِ اصحابِ صُفّہ

اصحابِ صُفّہ کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ عارف سہروردیؒ نے عوارف میں لکھا ہے کہ اصحابِ صُفّہ کی تعداد چار سو تک بھی پہنچی ہے۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی اور ابن اعرابی اور حاکم نے ان کے اسماء و احوال جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء[2] میں سب کو جمع کر دیا اور زہاد صحابہ اور اصحابِ صُفّہ کا مفصل تذکرہ لکھا ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء۔ ج:۱،ص:۱۶

[2] حلیۃ الاولیاء مصر سے شائع ہو گئی ہے (م،م،ص)

Marfat.com

دیکھو فتح الباری ص ۲۴۵ ج ۱۱۔ باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ وتخلیہم عن الدنیا۔

جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ابوعبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ
۲۔ عمار بن یاسر ابوالیقظان رضی اللہ عنہ
۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
۵۔ خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ
۶۔ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ
۷۔ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ
۸۔ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت عمر بن الخطاب کے بھائی۔
۹۔ ابومرثد کناز بن حصین عدوی رضی اللہ عنہ
۱۰۔ ابوکبشہ مولی رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ
۱۱۔ صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ
۱۲۔ ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ
۱۳۔ سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ
۱۴۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ
۱۵۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ
۱۶۔ مسعود بن ربیع رضی اللہ عنہ
۱۷۔ عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ
۱۸۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ
۱۹۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ
۲۰۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
۲۱۔ ابوبشر کعب بن عمرو رضی اللہ
۲۲۔ خبیب بن سیاف رضی اللہ عنہ
۲۳۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ
۲۴۔ جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
۲۵۔ عتبہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ
۲۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نکاح سے پہلے ابن عمر اہلِ صفہ کے ساتھ رہتے تھے اور انہی کے ساتھ مسجد میں شب گذارتے تھے۔
۲۷۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۲۸۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
۲۹۔ ابوالدرداء عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ
۳۰۔ عبداللہ بن زید جہنی رضی اللہ عنہ
۳۱۔ حجاج بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ
۳۲۔ ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۳۳۔ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ ۳۴۔معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ
۳۵۔سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ ۳۶۔تابت ودیعہ رضی اللہ عنہ (مستدرک ص ۱۸ ج ۳)

صوم رمضان

اسی سال شعبان کے اخیر عشرہ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ط فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [1]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو صوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کے روزہ رکھنے کا حکم دیا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اب صوم عاشوراء کے متعلق اختیار ہے چاہے روزہ رکھے اور چاہے افطار کرے (بخاری شریف)

سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرائے کہ جس شخص نے نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھ لے اور جس نے کھالیا وہ بھی شام تک روزہ داروں کی طرح نہ کھائے (بخاری شریف باب اذا نوی بالنہار صوما) تفصیل کے لیے فتح الباری اور طحاوی کی مراجعت کریں۔

زکوٰۃ الفطر اور نماز عید

ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دو دن باقی تھے کہ صدقۃ الفطر اور صلاۃ العید کا حکم نازل ہوا۔اور یہ آیت نازل ہوئی۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ (الاعلیٰ، ۱۴)	تحقیق فلاح پائی اس شخص نے کہ جو باطنی نجاستوں اور کدورتوں سے پاک ہوا اور اللہ کا نام لیا اور عید کی نماز پڑھی۔

[1] البقرہ، آیۃ:۱۸۵

Marfat.com

عمر بن عبد العزیز اور ابو العالیہ اس آیت کی اس طرح تفسیر فرماتے تھے۔ فلاح پائی اس شخص نے جس نے زکوٰۃ فطر ادا کی اور عید کی نماز ادا کی۔[1]

صلاۃ الاضحٰی اور قربانی

اور اسی سال بقر عید کی نماز اور قربانی کا حکم ہوا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ | اللہ کے لیے عید کی نماز ادا کیجیے اور قربانی کیجیے۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صلاۃ الاضحٰی (بقر عید کی نماز) اور قربانی مراد ہے۔ (احکام القرآن للجصاص ص ۴۷۵ ج ۳)

دُرود شریف

ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم بھی ۲ھ میں نازل ہُوا اور بعض کہتے ہیں شب معراج میں یہ حکم ہوا (فتح الباری تفسیر سورۃ الاحزاب ص ۴۱۱ ج ۸)

زکوٰۃ المال

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مال کی سالانہ زکوٰۃ کب فرض ہوئی۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ بعد ہجرت کے فرض ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۲ھ میں صوم رمضان کی فرضیت کے بعد فرض ہوئی۔

مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ اور نسائی اور ابن ماجہ میں قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پیشتر ہم کو صدقۃ الفطر دینے کا حکم فرمایا۔ امام ابنِ خزیمہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ مال ہجرت سے پہلے فرض ہوئی

[1] احکام القرآن۔ للجصاص۔ ج:۳، ص:۴۷۳

Marfat.com

جیسا کہ ہجرت حبشہ کے واقعہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ تمہارے نبی تم کو کس چیز کا حکم کرتے ہیں تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا۔

انه یامرنا بالصلاۃ والزکوٰۃ۔ تحقیق وہ نبی ہم کو نماز اور زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وفیه فرض الصوم والزکاۃ للفطر والعیدین بالصلاۃ

بخطبتین بعد والاضحیّہ کذاز کوٰۃ مالھم والقبلہ

اور اسی دوسرے سال میں رمضان کے روزے اور زکوٰۃ الفطر یعنی صدقۃ الفطر اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز شروع ہوئی اور عید کی نماز کے بعد دو خطبے اور قربانی اور زکوٰۃ مال بھی اسی سال شروع ہوئی اور اسی سال تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔

للمسجد الحرام والبناء بعائش کذلك الزھراءَ

اور اسی سال عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عروسی کی اور اسی سال حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

جدید کمپیوٹرائزڈ تصحیح شدہ ایڈیشن

خوشخبری

اشرف الہدایہ

مکمل ۱۶ جلدوں میں

شرح اردو

ھدایۃ

تالیف
مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
مدرس دارالعلوم دیوبند

اضافہ عنوانات
مولانا مفتی محمد عظمت اللہ
سابق مدرس و رفیق دارالافتاء
جامعہ فاروقیہ کراچی

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان
فون: ۴۹۹۲۱۷۶

Marfat.com

جدید کمپیوٹرائزڈ و تصحیح شدہ ایڈیشن

خوشخبری

بہشتی زیور (مکمل)

(دو رنگہ)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان
فون: ۴۹۹۲۱۷۶

Marfat.com

Marfat.com

جدید ایڈیشن

سیرت مصطفیٰ ﷺ

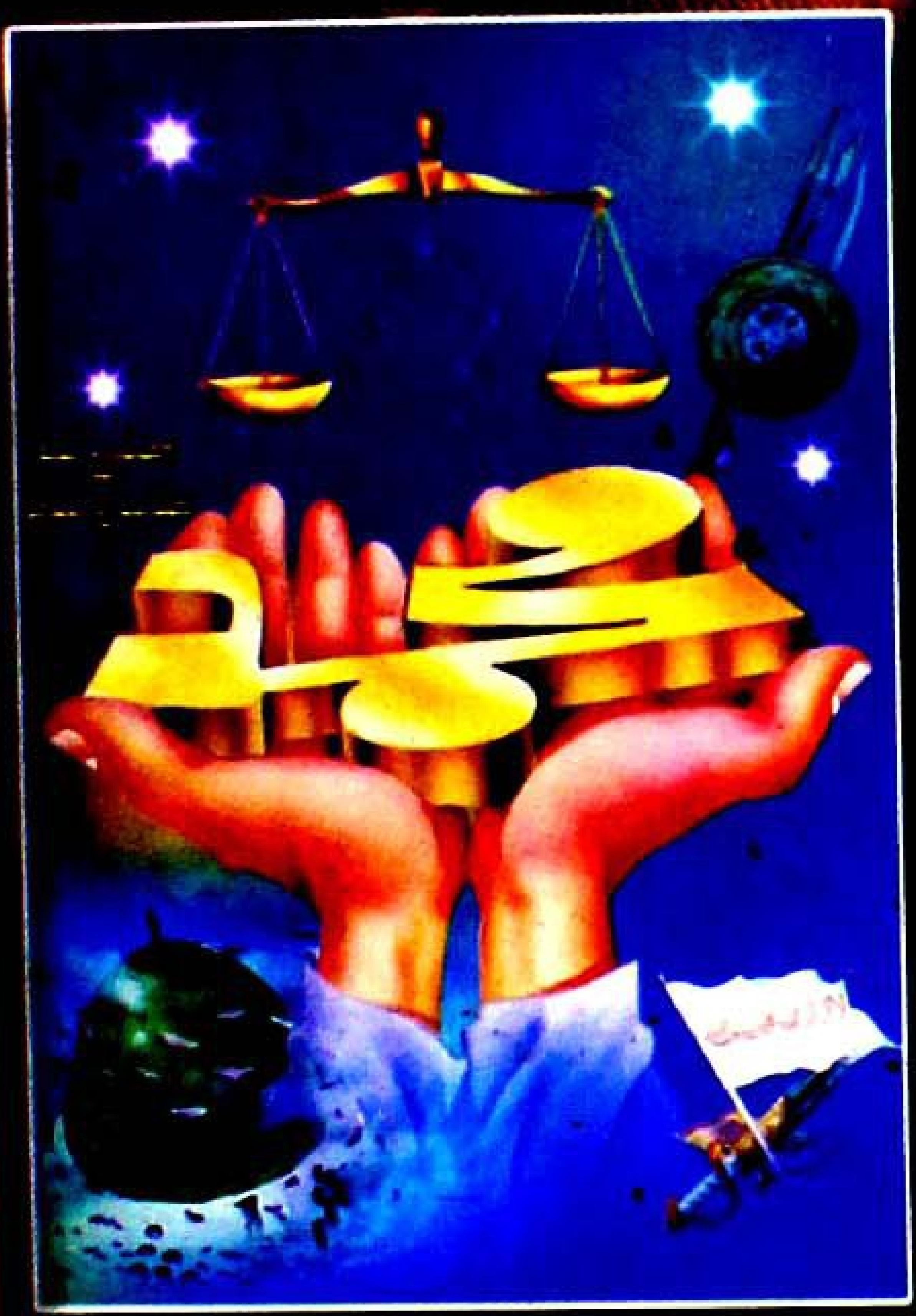

از افاضات

حضرت علامہ

مولانا محمد ادریس صاحب

کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی

Marfat.com